وفاشعاری اور عہد ومیثاق کی پاس داری

یہ صحابی رسول حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ ہیں۔ کسی وجہ سے غزوہ بدر میں نہیں شریک ہو سکے۔ جس کا انہیں بڑا ملال تھا۔ اسی احساس کی شدت میں ایک دن رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میں غزوہ بدر میں شرکت نہ کر سکا۔ یہ پہلا موقع تھا جب آپ نے مشرکین کے ساتھ جنگ کی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ مشرکین سے جنگ کا اور کوئی موقع دیا تو لوگ دیکھیں گے کہ میں اس میں کیا کچھ کرتا ہوں۔ اس طرح حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ سے ایک عہد کیا اللہ کی راہ میں جہاد اور مشرکین کے ساتھ قتال کا عہد، تاکہ تلافی مافات ہو سکے۔ جب غزوہ احد کا موقع آیا تو آپ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا: واللہ میں جنت چاہتا ہوں اور احد کے اس پار سے مجھے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔ پھر آپ میدان جنگ میں کود پڑے اور بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے شہادت کے رتبہ پر فائز ہو گئے۔ آپ کے جسم پر اسّی (۸۰) سے زیادہ زخم آئے تھے۔ زخموں کا یہ حال تھا کہ صورت نہیں پہچانی جارہی تھی۔ آپ کی بہن نے انگلی کے ایک نشان سے آپ کی شناخت کی۔ (متفق علیہ) صحابہ کرام کا خیال تھا کہ یہ آیت آپ اور آپ کے ساتھیوں کے سلسلہ میں نازل ہوئی:

﴿ مِّنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا۟ مَا عَـٰهَدُوا۟ ٱللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُۥ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا۟ تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾ ﴾

(الأحزاب: ٢٣) ترجمہ: ایمان لانے والے لوگوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا ہے۔ ان میں سے کوئی اپنی نذر پوری کر چکا اور کوئی وقت آنے کا منتظر ہیں۔ انہوں نے اپنے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی قربانیاں بے مثال ہیں۔ آپ نے آپنا سب کچھ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی دعوت کے لئے نچھاور کر دیا۔ اپنی ذات، اپنا مال، اپنا اثر ورسوخ سب اسلام کی راہ میں لگا دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو ہر طرح سے راحت پہنچائی، آپ کے ہر غم میں برابر کی شریک رہیں۔ جب کوئی نہ ایمان لایا تو آپ ایمان لائیں۔ آپ کی ہر موقع پر ڈھارس بندھاتی رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ آپ کی وفات کے بعد بھی آخر دم تک آپ کا ذکر خیر کرتے رہے۔ مہر ومحبت اور وفا داری کا جو عہد باندھا تھا اس کو نبھاتے رہے۔ چنانچہ آپ کی سہیلیوں کا خیال رکھتے، ان کی تکریم فرماتے، انہیں ہدیہ بھیجتے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے خاندان کا کوئی فرد جب آپ سے ملتا یا آپ اسے دیکھتے تو آپ کی خوشی کی انتہا نہ رہتی۔ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ لگاؤ کے حوالہ سے آپ سے

کہا: ایک عمر دراز خاتون کا آپ اس قدر ذکر فرماتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے اچھی بیویاں عطا فرمائی ہیں۔ آپ ﷺ یہ سن کر غصہ ہو گئے اور فرمایا: ہر گز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے بہتر بیویاں مجھے نہیں عطا فرمائیں۔ جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو وہ مجھ پر ایمان لائیں اور میری تصدیق کی، اپنے مال کے ذریعہ انہوں نے میری ہر ممکن مدد کی جب کہ میرے پاس کچھ نہیں تھا۔ انہیں سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولادیں عطا کیں۔ (احمد) رسول اللہ ﷺ کا یہ رویہ پاسِ عہد و وفا کی ایک لازوال مثال ہے۔

آپ نے اپنے اصحاب کرام کی ایسی تربیت فرمائی تھی کی ہر ایک اخلاق و کردار اور عہد و میثاق کی پابندی اور وفاداری میں بے مثال تھا۔ انصار مدینہ میں سے چند صحابہ آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا: کیا تم لوگ اللہ کے رسول سے بیعت نہ کروگے؟ صحابہ نے فرمایا کہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کے رسول۔، لیکن ارشاد فرمائیں کس چیز پر بیعت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «عَلَى أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، وَتُطِيعُوا – وَأَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً – وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا» اس پر بیعت کرو کہ اللہ ہی کی عبادت کروگے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروگے۔ پانچ وقت کی نمازیں ادا کروگے اور اطاعت و فرمانبرداری کروگے۔ پھر آپ نے آہستہ سے فرمایا کہ اس پر بیعت کرو کہ تم کسی سے کوئی چیز نہیں مانگوگے۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان بیعت کرنے والوں میں سے بعض کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے عہد کو اس طرح نبھایا کہ اگر ان کا کوڑا بھی زمین پر گر جاتا تو کسی سے نہ کہتے کہ ذرا میرا کوڑا اٹھادو۔ (مسلم)

مدینہ میں ایک شخص عرقوب نام کا رہتا تھا۔ اس کے پاس کھجور کے درخت تھے جن میں بہت پھل آتے تھے۔ ایک دن ایک ضرورت مند آیا اور اس نے کھجوریں مانگیں۔ عرقوب نے کہا کہ اس وقت تو نہیں ہیں جب پھل آجائے تو آنا۔ جب وہ دوبارہ آیا تو عرقوب نے کہا کہ ابھی تو یہ کچے ہیں جب پک جائے تو آنا۔ ایسے ہی دو مرتبہ بہانے بنا کر عرقوب نے فقیر کو لوٹا دیا۔ جب کھجوریں پک گئیں تو عرقوب نے رات ہی میں کھجوریں توڑ لیں اور چھپا دیا۔ صبح کو جب فقیر آیا تو دیکھا کہ پیڑوں پر کھجوریں ہی نہیں ہیں۔ بے چارہ فقیر مایوس ہو کر لوٹ آیا۔ عرقوب کی اس حرکت نے اسے پورے مدینہ میں وعدہ خلاف کے نام سے مشہور کر دیا۔ حتی کہ وعدہ خلافی میں اس کا نام ضرب المثل بن گیا۔

وفا ایک عظیم صفت ہے۔ عہد ومیثاق کی پاس داری، کئے ہوئے وعدوں کا پورا کرنا اور مفوضہ ذمہ داریوں کا ادا کرنا وہ صفت ہے جسے ہر عہد میں اور ہر معاشرہ میں سراہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بالخصوص مسلمانوں کو اس صفت سے متصف ہونے کا حکم دیا ہے، فرمایا: ﴿ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ﴿٣٤﴾ ﴾ (الإسراء: ٣٤) ترجمہ: عہد کی پابندی کرو بے شک عہد کے بارے میں تمہیں جواب دہی کرنی ہوگی۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ ﴿٩١﴾ ﴾ (النحل: ٩١) ترجمہ: اور جب عہد کرو تو پورا کرو۔

وفا کی مختلف نسبتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً:

اللہ سے وفا:

اللہ سے وفا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور انسان کے درمیان جو عہد ومیثاق ہے، انسان اس کو پورا کرے۔ وہ عہد ومیثاق یہ ہے کہ انسان صرف اللہ کی عبادت کرے۔ صرف اسی کی فرمانبرداری اور اطاعت کرے۔ اس میں کسی کو بھی ادنیٰ درجہ میں شریک نہ کرے۔ اسی کا ذکر قرآن میں یوں کیا گیا ہے: ﴿ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنِ اعْبُدُونِي هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ ﴾ (يس: ٦٠ - ٦١) ترجمہ: آدم کے بچو! کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ شیطان کی بندگی نہ کرو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، اور میری ہی بندگی کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔ انسان کی فطرت میں وحدانیت گوندھ دی گئی ہے۔ انسان کی فطرت سلیمہ بغیر اللہ کو مانے رہ ہی نہیں سکتی۔ اللہ کے وجود کا اقرار اور اس کی صفات پر ایقان انسانی عقل کا تقاضا ہے۔ اس کا انکار خود اپنا انکار ہے۔ پوری کائنات میں اللہ کی نشانیاں ہانکے پکارے کہہ رہی ہیں کہ میرا کوئی بنانے والا ہے۔ خود انسان کا وجود اس بات پر دلیل ہے کہ یہ سب کچھ یوں ہی نہیں ہو گیا۔ اس کائنات کا نظام انسان کی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے مستحکم کیا گیا ہے کہ اگر جملہ مخلوقات سے انسان کو علیحدہ کر دیا جائے تو سب بے مقصد ہو جائیں جب سب کی غایت انسان کی چاکری کرنا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان کس کے لئے بنایا گیا ہے؟ قرآن اس کے بارے میں یہ بتاتا ہے: ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ ﴾ (الذاريات: ٥٦) ترجمہ: "میں نے انسان اور جن کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا"۔ اب اگر انسان اللہ کی عبادت واطاعت سے انکار کرے تو گویا وہ اپنے مقصد وجود سے انکار کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش میں انسان سے عہد الست لیا تھا۔ اللہ سے وفا کا مفہوم یہی ہے کہ انسان اس عہد

کو پورا کرے۔ اگر ایسا نہیں کرتا ہے تو گویا اپنے دشمن۔۔ ازلی وابدی دشمن شیطان کے نقش قدم کی پیروی کر رہا ہے۔ لا محالہ ایسے فرد کو بے وفا، وعدہ خلاف اور غدار کہا جائے گا۔

باہمی عہد وپیمان کا پاس ولحاظ رکھنا:

اسلام عہد وپیمان کی پاس داری کا حکم دیتا ہے۔ جب دو آدمیوں یا فریقوں میں کوئی معاہدہ ہو جائے اور شرطیں تسلیم کر لی جائیں تو انہیں پورا کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ایک مسلمان اپنی طرف سے شرطیں نہیں توڑ سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ میں جب کفار و مشرکین سے صلح کی اور شرطیں تسلیم کر لی گئیں تو آپ ﷺ نے اسے آخری حد تک نبھایا۔۔ کبھی اس کی خلاف ورزی نہ ہونے دی حتی کہ کفار مکہ نے اسے خود ہی توڑ دیا۔ ایک مسلمان ہمیشہ عہد کا پابند اور میثاق کا پورا کرنے والا ہوتا ہے۔ (بخاری) ہاں اسلام میں اس وعدہ کو پورا کرنا بلکہ ایسا وعدہ کرنا ہی جائز نہیں جس میں اللہ اور اس کے رسول کی معصیت لازم آئے۔ نہ ایسا معاہدہ کرنا چاہئے اور نہ ہی اس کی پابندی کرنی چاہئے۔

ناپ تول میں وفا:

عرفاً یہ بات طے ہے کہ جب کوئی کسی کو ناپ کر یا تول کر کوئی چیز دے تو پورا پورا ناپے اور پورا پورا تولے۔ یہ گویا ایک معاشرتی عہد و قرار ہے۔ ایک مسلمان اس کا پابند ہوتا ہے۔ وہ دھوکہ دے کر کم نہیں ناپ سکتا اور نہ ہی آنکھ بچا کر ڈنڈی مار سکتا ہے۔ اگر ایسا کرتا ہے تو گویا وہ عہد و قرار کی پاس داری نہیں کر رہا ہے اور یہ سراسر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے: ﴿أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ ﴿٨٥﴾﴾ (هود: ٨٥) ترجمہ: "ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ پورا ناپو اور تولو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دیا کرو۔"

نذر (منت) پورا کرنا:

نذر یہ ہے کہ انسان اللہ کی اطاعت میں کسی عمل کو کرنے کا عہد کرے۔ یہ گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک طرح کا عہد ہے۔ ظاہر ہے انسان کو اللہ کے ساتھ کئے گئے وعدہ کو پورا کرنا چاہئے کہ وہی سب سے زیادہ حق دار ہے کہ اس کا وعدہ وفا کیا جائے۔ یہ اہل جنت کی ایک صفت ہے۔ قرآن میں ہے: ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ﴿٧﴾﴾ (الإنسان: ٧) ترجمہ: "یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہر طرف پھیلے گی"۔ نذر مانتے ہوئے اس

کا خیال رہے کہ یہ خیر کے لئے مانگی گئی ہو اور اس میں نہ تو کوئی معصیت ہو اور نہ شرک وبدعت ہو۔ اگر ایسا ہے تو اس کا ایفاء غلط ہے۔

وعدہ وفا کرنا:

وعدہ وفا کرنا ایک شریف عادت اور اچھی صفت ہے۔ اسلام ہر اچھی صفت اپنے ماننے والوں میں دیکھنا چاہتا ہے۔ وعدہ خلافی کو اللہ کے رسول ﷺ نے منافقین کی نشانیاں میں سے ایک نشانی بتایا ہے۔ فرمایا: " آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاَثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ "منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بولے تو جھوٹ بولے۔ جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔ (متفق علیہ)

وفا ایک محمود صفت ہے اس کے بر خلاف خیانت اور بد عہدی مذموم صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ ٱلْخَآئِنِينَ ﴿٥٨﴾﴾ (الأنفال: ٥٨) ترجمہ: "اللہ تعالی خائنوں کو نہیں پسند کرتا ہے"۔ دوسری جگہ فرمایا: ﴿ٱلَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ ٱللَّهِ مِنۢ بَعْدِ مِيثَٰقِهِۦ وَيَقْطَعُونَ مَآ أَمَرَ ٱللَّهُ بِهِۦٓ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْخَٰسِرُونَ ﴿٢٧﴾﴾ (البقرة: ٢٧) ترجمہ: "اللہ کے عہد کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑ دیتے ہیں اللہ نے جسے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے کاٹ دیتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں حقیقت میں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں". وعدہ خلافی، بد عہدی، قول و قرار سے پھر جانا یہ یہودیوں کی قومی خصوصیات رہی ہیں۔ کیا امت مسلمہ کا کوئی فرد ان حرکات کا مرتکب ہو کر یہودی بننا پسند کرے گا۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔